ڈاکٹر سیدہ رقیہ

ہمہ دانی تو اے شہِ ہمدانؒ

قانونِ قدرت کے مطابق مختلف زمانوں میں اقوامِ عالم کی ہدایت کے لیے اللہ کی طرف سے کچھ ایسے پاک نفوس اور معرفت و عرفان کے علم بردار مامور ہوتے ہیں جو خلق اللہ کو زر پرستی، نفس پرستی، جاہ پسندی، توہمات اور الحاد کی تیرگی سے نکال کر اُن کے دلوں کو معرفتِ الٰہی، اخلاق و مساوات اور روحانیت کے نور سے منور کرتے آئے ہیں۔ چنانچہ اسی فطری قانون کے تحت ۱۲ ماہ رجب ۷۱۴ ہجری کو فخر العلماء جناب حضرت سید شہاب الدین ہمدانیؒ کے ہاں ایک ایسی مبارک ہستی نے جنم لیا جنہوں نے کفر و الحاد کی جڑوں کو اکھاڑ کر حق پرستی اور خدا شناسی کا ایسا تناور درخت نصب کیا جس کی شاخیں رہتی دنیا تک اسلام کے نور سے ہری بھری رہیں گی اور اس مبارک ہستی کا اسمِ مبارک تواریخ اور تذکروں میں یوں درج ہوا ہے۔

سلطانِ اربابِ ولایت مفتاحِ ابوابِ حقیقت راہدارِ راہِ شریعت، قطب الاقطاب فرد الاحباب عارف باللہ، محبوبِ سبحانی، معشوقِ یزدانی، بانیِ مسلمانی حضرت میر سید علی الہمدانی قدس اللہ سرہ الاکرم آپ کا سلسلۂ نسب سترہ واسطوں سے سرتاجِ شہداء سیدنا امیر المومنین حضرت امام حسینؓ سے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت امام حسن مجتبیٰ تک پہنچتا ہے گویا آپ سید

Scanned with OKEN Scanner

حسن و حسینی ہیں۔ بچپن سے ہی آثار رشد و ہدایت آپ کی جبین مبارک سے ہویدا تھے۔ چنانچہ سات آٹھ برس کی عمر میں ہی آپ نے سارا قرآن کریم حفظ کر لیا اور بارہویں برس کی عمر تک آپ نے اپنے ماموں سید علاء الدینؒ کی خدمت میں اکتساب علم کیا اور آداب تجوید، تفسیر علم حدیث، فقہ، فلسفہ اور منطق میں عبور حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ اپنے ماموں کے ہمراہ حضرت شیخ شرف الدین مزدقانیؒ کی خدمت میں چلے گئے۔ ان سے بیعت کی اور ان ہی کی زیر تربیت سلوک کے مقامات اور دیگر ارشادات حاصل کیے۔

۷۳۰ھ ہجری میں آپ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنی ارشاد پر تمام دنیا کے سفر پر روانہ ہوئے اور پورے اکیس سال تک دنیا میں اسلامی تعلیمات اور حق پرستی کے پیغام کو پھیلایا۔ اس سیاحت کے دوران آپ نے بے شمار معترضینِ اسلام کو اپنے دلائل و براہین اور کرامات سے متاثر کر کے حلقہ بگوش اسلام کیا۔ چونکہ تبلیغِ اسلام آپ کا اہم اور بنیادی مقصد تھا اس لیے آپ نے وادی کشمیر میں بھی اپنی تشریف آوری سے یہاں کے لوگوں کو فسق و فجور، کفر و عصیاں، رواجِ قبیحہ اور کفر و ظلمت کی تاریکی سے نکال کر اسلام کے ابدی نور سے مشرف و منور فرمایا۔ حق تو یہ ہے کہ کشمیر میں دین اسلام آپ کا ہی مرہونِ منت ہے چنانچہ اس کی اشاعت و توسیع کی خاطر آپ کو ایک نہیں بلکہ تین بار کشمیر آنا پڑا۔ اس احسانِ عظیم کے باعث آپ کشمیر میں بانیِ اسلام، علی ثانی، شاہِ ہمدان، امیر کبیرؒ وغیرہ کے القاب و آداب سے مشہور و معروف ہیں۔

حضرت شاہِ ہمدان نہ صرف عالم دین اور روحانیت کے عظیم المرتبہ شاہسوار ہیں بلکہ آپ باکمال شاعر، سیاست دان، ادیب اور اخلاقیات کے بھی ماہر تھے۔ آپ صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کی پہلی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ راستبازی، خوش خلقی، دیانتداری، امانتداری اور نیک چلنی آپ کا شیوہ تھا شریعت کے احکام پر پابند تھے قدم بقدم سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلتے تھے۔ شرع کے خلاف کاموں

سے بیزار تھے خدا کے سچے ولی تھے۔ آپ کے مرشد بزرگوار شیخ محمود مزدقانیؒ سلسلہ کبرویہ سے تعلق رکھتے تھے۔ لہذا آپ بھی اسی سلسلہ سے وابستہ تھے۔ آپ نے اپنی ابتدائی عمر میں ہی سلوک کی راہ میں قدم رکھا تھا اور اپنی زندگی کے اکسٹھ (۶۱) سال عبادت و ریاضت میں شب و روز گذارے تھے چنانچہ فرماتے ہیں۔

ھر ریاضی کہ مشایخ سلف کردہ اند من آنا ہمہ ریاضت کردہ ام اگر اسرار آں ریاضت در من اثر کردہ باشد یا نہ کردہ باشد امید است کہ بادشاہِ عالم اسرار آن ریاضت را در تبع من با اخلاص ظہور بخشد[۱]"

شاہِ ھمدانؒ کے روحانی کمالات کا کوئی شمار نہیں۔ نور الدین جعفر بدخشی آپ کے مقامِ ولایت کے بارے میں یوں رقمطراز ہے:

"علی ھمدانی نہ تنہا درین زمین درویش است بلکہ ھر کہ درویش است در زمین درویش است و در آسمان درویش است بانکہ مرا از ھمہ چیز درویش است واین سخن نیز دلالت کند کہ برآں بیان گذشتہ زیرا کہ از لاہوت خبر دارد بہ درویشی خود[۲]"

حضرت شاہِ ھمدان واقفِ اسرارِ حق اور عارف باللہ ہونے کی ازلی سعادت اپنے ساتھ لائے تھے۔ آپ اپنے ایک اہم رسالے "رسالۂ امیریہ" میں تحریر فرماتے ہیں (متوجہ) کہ راہِ حق کے طالبوں کے تین گروہ ہیں اول گروہ کو اربابِ معاملات کا نام دیا گیا ہے یہ لوگ بکثرت نمازیں ادا کرتے ہیں روزہ رکھتے ہیں زکواۃ دیتے ہیں۔ حج کرتے ہیں۔ تلاوتِ کلام اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے پابند ہیں گویا شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند ہیں یہ عامتہ المسلمین کا گروہ ہے ان چیزوں کی ادائیگی سے ان کو عذاب سے نجات حاصل

۱۔ خلاصتہ المناقب ص ۸۷

۲۔ خلاصتہ المناقب ص ۱۰۳۔

ہوگی۔ گروہِ ثانی اصحابِ مجاہدین کا گروہ ہے ان کا کلام حسنِ اخلاق کا حصول، تزکیہ نفس، تصفیہ دل، تجلیہ روح اور ہر اُس بات کی سعی کرنا ہے جو انسان کو اپنی باطنی عمارت تعمیر کرنے میں ممد ثابت ہو۔ یہ ابرار اور اُمت کا نیک گروہ ہے۔

گروہ سوئم خداوند تعالیٰ کی بارگاہ کا سیر کرنے والا گروہ ہے۔ ان کا منتہائے مقصد رضا جوئی مولا ہے ان کا طریقہ تمام خواہشات سے کنارہ کش ہونا ہے یہ گروہ موتوقبل ان تموتو فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی معنی میں لیتے ہیں۔ اس گروہ کی سعادت کے ظہور کی بنیاد دس قواعد پر مبنی ہے اول توبہ دوم زہد، سویم توکل، چہارم قناعت، پنجم عزلت، ششم ذکر، ہفتم توجہ، ہشتم صبر، نہم مراقبہ اور دہم رضا۔ یعنی ہر حال میں راضی و خوش رہنا رضائے محبوب کو فوقیت دینا اور اُس کے ہی عشق و محبت میں مستغرق رہنا یہ راہِ سلوک کا اعلیٰ مقام ہے۔

مذکورہ بالا عبارات سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت شاہِ ہمدان نہ صرف علم ظاہری کے باکمال عالم و فاضل تھے بلکہ علم باطنی کے بھی باجلال اور پر وقار ولی کامل تھے جنہوں نے تصوف اور عرفان کی راہ پر گامزن ہو کر اپنے محبوبِ حقیقی کی خوشنودی اور رضامندی کی سعادت کو پالیا تھا۔ آپ نے جہاں شریعت اور طریقت کے بحرِ بیکراں میں معرفت کے انمول موتیوں سے اپنے دامن کو بھر لیا تھا وہاں آپ نے اپنی بیش بہا تالیفات اور تصنیفات سے فارسی و عربی ادبیات کو بھی مالا مال فرمایا۔ آپ نے فارسی اور عربی میں متعدد تصانیف تالیف فرمائی ہیں جن میں دنیاوی اور دینوی علوم میں آپ کی "ہمہ دانی" پورے آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

۱؎ ملاحظہ ہو "رسالہ امیریہ" از حضرت شاہ ہمدان میر سید علی ہمدانی؎

آپ کی جہاں گردی کا مقصد نہ صرف تبلیغ دین تھا بلکہ آپ کے دل میں راہ سلوک و عرفان کی چاشنی سے محظوظ ہونے کا بھی انتہائی شوق اور جذبہ موجود تھا۔ آپ نے اگرچہ اپنے مرشد بزرگوار حضرت شیخ محمود مزدقانیؒ سے طریقت کی تعلیم و تربیت اپنی زندگی کے ابتدائی ایام سے ہی پائی تھی اور راہ سلوک کے تمام منازل کو طے کیا تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنی سیاحت کے دوران بھی کئی صوفیائے کرام اور بزرگان دین سے روحانی فیض پایا تھا چنانچہ اس سلسلے میں آپ اپنی ایک اور تصنیف "ذخیرۃ الملوک" کے دیباچے میں یوں رقمطراز ہیں:-

"در اثنای سفرہای دور دست از سی و دو (۳۲) ولی دیگر اجازتِ ارشاد یافتہ و رسای ایشان بخطِ مبارک خود ثبت کردہ اند"۔[۱]

آپ نے اپنے نفس امارہ پر قابو پالیا تھا جس کی بدولت آپ نے اپنے والد بزرگوار سید شہاب الدین (جو ھمدان کے والی تھے) کی جاہ و حشمت اور تمام جائیداد کو ٹھکرایا تھا۔ آپ دنیاوی جاہ و حشمت سے متنفر تھے اور اپنی زندگی کو نہایت ہی سادگی سے گزارنے کو ترجیح فرمائی تھی۔ کبھی کبھی آپ کی غذا ایک روٹی کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تھا۔ صاحب خلاصۃ المناقب یوں رقمطراز ہے۔

"از طعام جزنانِ جو تا ھفت سال چیزے نہ خوردم"۔

سبحان اللہ! کہاں ھمدان کی امارت اور کہاں آپ کی ریاضات شاقہ۔

دراصل یہ مشیتِ خداوندی تھی کہ ھمدان کے حاکم نہ ہونے کے باوجود بھی آپ شاہِ ھمدان تو کہلائے لیکن خداوند تعالیٰ کے راز و اسرار سے معرفت کی بنا پر ھمہ دان بھی کہلائے چنانچہ ان دونوں القابوں کی واضح تشریح ہمیں آپ کے ہی تحریر کردہ رسالہ "رسالہ ھمدانیہ" میں ملتی

---

[۱] ذخیرۃ الملوک — دیباچہ — ص نمبر ۴۔

ہے آپ اس رسالے میں فرماتے ہیں:

"امابعد غرض از تحریر این عجالہ و تبقریر این مقالہ آنکہ روزے در خدمت آن عزیز ساعتے تشریف حضور فرمودہ بود و دران مجلس بجہت اسم ہمدان سخنی چند رفت آن عزیز در تامل خود مصیب میبداد اما از جہت معاندان جہل پیشہ کہ برای خوش آمد ہر کس بجان می کوشند و بطمع جیفہ چون سگ بر در ہر سفلہ میخروشند و در ہر مجلس چون دیگ بے نمک می جوشند جواب چند نوشتہ خواہد شد اِنشاءَ اللہُ تعالیٰ"۔ ؎۱

ترجمہ:۔ اس موضوع کو بیان کرنے اور اس رسالہ کو تحریر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن میں اُس عزیز (حضرت سید جلال الدین بخاریؒ) کی خدمت میں موجود تھا اور اُس مجلس میں لفظ ھمدان کے بارے میں کچھ باتیں ہوئیں اور اُس عزیز (حضرت سید جلال الدین بخاریؒ) نے اپنے فکر و تامل میں اس لفظ کی حقیقت کو خوب پہچانا لیکن جہالت پیشہ رکھنے والے دشمنوں کی خاطر جو ہر کسی کی خوش آمد کرنے کے لیے دل و جان سے کوشش کرتے ہیں اور مردار کھانے کے لیے کتے کی طرح ہر کمینہ کے دروازے پر بھونکتے ہیں اور ہر ایک مجلس میں بغیر نمک کے دیگ کی طرح اُبلتے ہیں کچھ جواب لکھے جائیں گے انشاءاللہ تعالیٰ"۔

تو اس سلسلے میں حضرت شاہ ہمدانؒ نے تین جوابات یوں تحریر فرماتے ہیں:

"جواب اول: بباید دانست کہ در اصطلاح حرف و لغت "ھمد" بروزن "فعل" بود ھمدان بروزن فعلان باشد، ہمچو خلجان و دوران و غیر ھما و این کلمہ ہمہ دان نیست تا شخصے اعتراض نکند کہ ہمہ دان عالم کل را گویند و عالم کل نتواند بود مگر ذات متعالیہ حق عز و جل شانہ"۔

ترجمہ: جاننا چاہیئے کہ لغت اور حرف کی اصطلاح میں لفظ "ھمد" لفظ "فعل" کے وزن

؎۱ ملاحظہ ہو "رسالۂ ھمدانیہ" ص ۲۔ از حضرت میر سید علی ہمدانی
مرتبہ از میر حبیب اللہ صاحب کاملی (مع ترجمہ اردو)

Scanned with OKEN Scanner

کا ہوتا ہے ھمدان کا لفظ فعلان کے وزن کے برابر ہے جیسے خلجان و دوران وغیرہ اور یہ کلمہ ہمہ دان نہیں ہے اور اس کا ذکر کرنے کے لیے دوسرے حروف کی بھی ضرورت نہیں تاکہ کوئی شخص یہ اعتراض نہ کرے کہ ہمہ دان ہر چیز کے علم رکھنے والے کو کہتے ہیں اور ہر چیز کا علم رکھنے والا سوائے اللہ تعالیٰ جل وشانہ کی ذات پاک کے کوئی نہیں ہو سکتا۔

جواب دوم! آنکہ ھمدان اسم دو موضع است یکی در یمن دوم از عراق۔ اول بسکون میم آمدہ است دویم بفتح میم و آنکہ در بعضے کتب غریب و ھمدان صحیح بسکون آمدہ است المیم آن در یمن است نہ در عراق و مصداق این سخن آن است کہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ بر سبیل مثل چند بیت گفتہ و ذکر این شہر تصریح کردہ است ؎

آنکس کہ بداند و بداند کہ نداند
در سند خود را بسر صد نشاند
و آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند
در جہل مرکب ابدالدھر بماند
و آنکس کہ نداند و نداند کہ بداند
بیدار کنش زود کہ در خواب بماند
آنکس نداند و بداند کہ بداند
او خویشن از دست ضلالت برہاند
آنکس کہ بداند و بداند کہ بداند
چون مردہ شمارش کہ کسش زندہ نخواند
اینک بعراق اندر چو شہریست معظم
کو را ھمدان خواند و او ہیچ نداند

آنکہ بداند و بداند کہ نداند

آنکس ہمہ داند ہمہ داند ہمہ داند

واز ابنای عصر صریح کردہ است فراق بر دل نادان چون کاہی است و یک برھمان چوکوہ الوند است۔"

ترجمہ: ھمدان دو جگہوں کا نام ہے اُن میں سے ایک یمن میں اور دوسری عراق میں ہے پہلا ھمدان (یعنی یمن کا) میم کی جزم سے ہے اور دوسرا (یعنی عراق کا) میم کی زبر سے ہے اور جو کچھ دوسرے ملکوں کی کتابوں میں میم کی جزم کے ساتھ ھمدان آیا ہے وہ یمن میں ہے نہ کہ عراق میں اور اس بات کی تصدیق اس طرح ہوتی ہے کہ امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے مثال کے طور پر کچھ شعر لکھے ہیں جن سے اس شہر کی صاف وضاحت ہوتی ہے

ترجمہ اشعار: ۱۔ جو کوئی اصلی حقیقت کو جانتے ہوئے بھی یہ تصور کرے کہ وہ کچھ نہیں جانتا در اصل وہ اپنے آپ کو مسند کی صدر بٹھاتا ہے۔

۲۔ جو کوئی اصلی حقیقت کو نہ جانتے ہوئے بھی یہ سمجھتا ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے تو گویا وہ ہمیشہ کے لیے آپ کو جہلِ مرکب میں گرفتار کر لیتا ہے۔

۳۔ جو کوئی اصلی حقیقت کو نہیں جانتا ہو اور یہ بھی نہیں جانتا ہو کہ اُسے حق کے بارے میں جاننا چاہیے تو اسکو جلدی سے جگادو تا کہ وہ خوابِ غفلت میں نہ رہے۔

۴۔ جو کوئی اصلی حقیقت کو نہیں جانتا ہو اور وہ یہ بھی جانتا ہو کہ اُسے معرفت حق کو پانا چاہیئے تو گویا وہ اپنے آپ کو ضلالت اور گمراہی کے پنجے سے آزاد کرتا ہے۔

۵۔ جو کوئی اصلی حقیقت کو جانتا ہو اور وہ یہ بھی جانتا ہو کہ وہ سب کچھ جانتا ہے تو اُسے مردہ سمجھ لو کیونکہ اُسے کوئی زندہ نہیں سمجھے گا۔

۶۔ یہ تو عراق کے اندر ایک بہت بڑا شہر ہے جس نے اُسے ھمدان پڑھا وہ کچھ بھی نہیں

جانتا۔

۷۔ جو کوئی اصلی حقیقت کو جانتا ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا ہے دراصل وہی سب کچھ جانتا ہے سب کچھ جانتا ہے سب کچھ جانتا ہے اور ہمارے زمانے کے لوگوں میں سے کسی نے یہ بات واضح کی ہے کہ نادان اور ناسمجھ کے لیے حق سے جدائی گھاس کے تنکے کے برابر ہوتی ہے جب کہ ہمدان (ہمہ دان) کے لیے کوہِ الوند کے وزن کے برابر ہوتی ہے۔ جواب سوم آنکہ ہمدان علم است مر بلدہ مخصوصہ را و مقرر است کہ در اعلام معانی منظور نیست چنانکہ اہل منطق گفتہ اند کہ "عبد اللہ مفرداً اذا کان علماً لانہ حینئذٍ لہ بغیر فیہ معنی العبودیۃ والالوہیۃ"۔ این است آنچہ بہ نسبت اہل ظاہر گفتہ شد امادر جواب شیخ باصطلاح متصوفہ بگویم و اشارتی چند اکثر آثار حقایق معاملات و قواعد آداب و عادات این قوم مندرس شدہ است و عزیزانی کہ احیای شیوہ این طائف می کردند متواری گشتہ و از ننگ این تردامنان بی اصل روی در حجاب غیرت کشیدہ و خود بینان مغرور انگشت نمای خلق گشتہ و دجال صفتان رعنا بمقتضای خود را مشہور کردہ و خود را و خلق را بالغرور ہلاک ساختہ "فضلوا و اضلوا کثیراً اما الخیام فانھا لخیامھم دار نساء الحی غیر نساءھا" دریغ کہ عمر عزیز در تردد ملاقات عمر و زید صرف کردہ شدہ و ہر جا کہ شخصی را در اقصای اماکن و بلاد وصف کردند عزیمت بستہ قطع مراحل و منازل نمودہ شدہ و بر شدت تنہایی کارد تراکم و جبال و تصادم براری صبر کردہ آید چون ملاقات شد "کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماءً حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئاً واما ان عرفت الناس الا ذمھم جزاء اللہ خیراً من یکن لست اعرفہ وانا الیہ راجعون

باز بسر آن سخن رویم کہ می خواستم ای عزیز اگر شخصی این بیت و نہ حرف ہیجی را یاد گیرد و در کتب خانہ رود کہ در آن خانہ ہزار مجلدات کتب بود پس بگوید ہر چہ درین

مجلدات است من آحمہ دانم   این کس را از وجہی راست گفتہ باشد چہ هر کلمہ در آں کتب است ازین حروف مرکب است" وهو عالم بما فی هذ الکتاب من الحروف اما اگر بتفصیل بیان مسائلی کہ درین کتب مسطور است از و سوال کنند متحیر شود و درین نکتہ ہمیں معنی است مع الزیادہ ولیکن از فہم قاصران دور است و ہمچنین اگر اسامی اشیأ در مجلدات بسیار بنویسد و بر رقعہ اسم عالم رقم کند پس عاقلی گوید هر چہ درین مجلدات ذکر گرداند یک کلمہ بیش نیست آنکس راست گفتہ باشد پس ای عزیز هر بیدلی را کہ از سوختگان بادیۂ محبت بواسطہ خواطف جذبات عنایت الوہیت از جبہۂ وجود بشری متلخ گردانند و دیدۂ ہمت اورا بسوزن مازاغ البصر و ماطغی از رویت اغیار بردوزند وعین بصیرت او بکحل المومن ینظر بنور اللّٰہ روشن گردانند و جمال کمال خود را بصفات ذرات موجودات بر نظر او جلوہ دہند و آیینہ دل او را بصیقل علم از آلایش غبار محدثات پاک گردانند و شراب زلال جلوۂ محبت و عنایت بجام معرفت از دست یحبہم و یحبونہ در کام جان او ریزید و مرغ روح او را کہ طائر عالم ملکوت است در ہوای فضای ساحت خطائر قدس جولان دہند و در مکتوب شہود بر چہرہ الواح وجود حقیقت سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفہم بروی عرضہ کنند تا این گدای مسکین بر ورق وجود هر ذرہ سری از اسرار او مطالعہ کند و حقیقت وان من شئ الا یسبح بحمدہٖ می بیند و از محبت خانہ قطع منازل و مراتب کثرت موہومات در خلوتخانۂ وحدت می گریزد و از ظلمت نیستی ماعند کم ینفد درستی و ماعند باقٍ آویزد و بسمع جان از زبان حال هر ذرہ می شنود

پناہ بلندی و پستی توئی
ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

حقیقت نحن اقرب الیہ من حبل الورید ولکن لاتبصرون   آشکارا شود۔ آفتاب عزت و

واللہ من ورائہم محیط از پس نقاب اِن لم تکن تراہ روے نماید سر و ھو معکم اینما کنتم ظاہر گردد، عروس اینما تولوا فثم وجہ اللہ جلوہ گری کند و غمزہ اللہ نور السموات والارض دسرایت دلبی فی احسن ھو دتہ باد درمیان سواد رقم ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن محیط دایرہ ملک و ملکوت بیند و از وسعت این دایرہ بے پایان کجا تواند شد فاین تذھبون اِن ھو الا ذکر للعلمین الیٰ ہیچ ہر بیدلی کہ وجود محدث موہومات را ذرہ دار وراشعۂ انوار آفتاب جلالی احدیت متہلک یا بد و ہیچ نہ بیند الا ذات قدیم و ہیچ نداند الا وجود حقیقی مطلق پس اگر درین مقام لااقصی سبحانی ولیس فی الدار غیری زند لا مقدور بود و اگر گوید ہمہ بینیم و ہمہ دانم از وجہی راست گفتہ باشد زیرا کہ او مستغرق مشاہدہ وجودی است کہ وجود ہمہ اشیاء از واست و قیام ہمہ بد واست بلکہ خود ہمہ اوست پس ہر کہ بحقیقت شمۂ از معارف اوصاف آن وجود داند ہمہ داند.........

اس جواب کے آخر میں حضرت شاہِ ہمدان تحریر فرماتے ہیں۔

ای عزیز سالکیکہ درین مقام رسد ہر چہ بیند و ہر چہ گوید بحق گوید بحق گوید و ہر چہ داند بحق داند چہ گوئی بر حق پوشیدہ ماند ان اللہ لا یخفی علیہ شئ فی الارض ولا فی السماء فہم و من لم یذق لم یعرف و بقدر اختصار کنیم زیور جمال این عروس نو بادہ فکرت از نظر جاہلان جامد و کور دلان معاند مستور اولیٰ تر اے عزیز از خصائل حمیدہ اہل کمالات یکی آن است ہر چہ بشنود آنرا بوجہ احسن تاویل کند الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ و از اوصاف خبیثہ ناقصان معاند یکی آن است کہ ہر چہ بشنوند بجحود عناد مشغول شوند و از لم یھتدوا بہ فسیقولون ھذا افک قدیم اکثر اہل زمانہ برین صفتند الا ما شاء اللہ و کذالک خلقہم و تمت کلمۃ ربک صدقا و عدلا لا مبدل لکلماتہ والحمد للہ وحدہ والسلام علی من اتبع الھدی۔

ترجمہ: تیسرا جواب! ہمدان اسم علم ہے کیونکہ وہ ایک خاص شہر کا نام ہے اور یہ

حقیقت بھی ہے کہ اسم علم میں معانی منظور نہیں ہے، چنانچہ علم منطق جاننے والوں نے کہا ہے کہ جب عبداللہ کا لفظ اکیلا ہو تو وہ اسم علم ہے کیونکہ اس وقت اس میں عبودیت اور الوہیت کے معنوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہ باتیں تو ظاہری علم جاننے والوں کے کئے کہی گئی لیکن شیخ (حضرت سید جمال الدین بخاری) کے جواب کے لیے میں صوفیانہ اصطلاح کے مطابق اس قوم کے طور و طرز اور آداب کے قاعدوں اور ان کے معاملات کی حقیقتوں کی کچھ باتیں بیان کرتا ہوں اور یہ وہ عزیز ہیں جو اس قوم کے شیوہ کو زندہ کرتے تھے اور ان بدکاروں کی شرم سے جنہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوا ہے اپنا چہرہ اجنبیت کے پردے میں ڈھانپ لیا ہے۔ اور یہ گھمنڈ سے بھرے ہوئے مغرور افراد لوگوں میں انگشت نما ہوئے اور ان دجال صفات رکھنے والے بانکوں نے اپنے آپ کو پیشوا کے طور پر مشہور کردیا اور اس طرح خود اپنے آپ کو اور خلق اللہ کو غرور سے ہلاک کر ڈالا پس وہ راہِ راست خود بھی کھو بیٹھے اور بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کیا ....

اب ہم پھر اسی موضوع کی طرف آتے ہیں جس کو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اے عزیز اگر کوئی شخص حروف تہجی کے انتیس '۲۹' حرف یاد کرے اور پھر کسی کتب خانہ میں جائے جہاں پر ایک ہزار کتب موجود ہوں اور پھر یہ کہے کہ جو کچھ ان کتابوں میں ہیں وہ سب کچھ جانتا ہوں تو اس نے ایک لحاظ سے درست بات کہی کیونکہ جو بھی لفظ ان کتابوں میں ہے ان ہی حروف کا مرکب ہے، لہٰذا وہ شخص ان تمام باتوں کا عالم ہے جو ان کتابوں میں حروف کے متعلق ہوں لیکن اگر اُس سے ان مسلوں کی شرح کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ حیران ہوگا۔ زیر بحث نکتہ میں بھی یہی مراد ہے لیکن جو ان باتوں سے قاصر ہیں یہ چیزیں اُن کی سمجھ سے دور ہے اور اسی طرح اگر بہت سی کتابوں میں چیزوں کے نام لکھے جائیں اور پھر ایک رقعہ پر لفظِ عالم لکھدیا جائے

پھر کوئی دانا اگر یہ کہے کہ ان کتابوں میں جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ ایک نقطہ (عالم) سے زیادہ نہیں تو اس نے درست کہا۔ پس ای عزیز ہر وہ عاشق جو عشق کے میدان میں چلا ہوا ہو اور اپنے معبود کی مہربانیوں کے باعث وجودِ انسانی سے آزاد ہوا ہو اور اس کی ہمت کی آنکھوں کو مازاغ البصر وما طغیٰ کی سوئی سے سیا گیا ہو تا کہ وہ بغیر خدا کے غیر کے چہروں کو نہ دیکھ سکے اور اس کی باطنی آنکھ (یعنی مومن خدا کے نور سے دیکھتا ہے) کو نورِ حق کے سرمہ سے روشن کیا گیا ہو تو وہ موجودات کے ذرات کے صفات میں اپنے جمال و کمال کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کے دل کا آئینہ فانی چیزوں کی آلودگی سے پاک و صاف ہو جاتا ہے اور اس کی روح کو یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ (خدا ان سے محبت کرتا ہے اور وہ خدا سے محبت کرتے ہیں) کے تحت جام معرفت سے شرابِ زلال پلائی جاتی ہے اور اس کے روح کے پرندہ کو جو عالم ملکوت کا پرندہ ہے عالم قدس کے وسیع میدان میں اڑایا جاتا ہے اور مکتبِ شہود میں وجود کی تختیوں کے چہرہ پر (ہم ان کو بہت جلد اپنی نشانیاں دنیا میں اور ان کے نفوس میں دکھائیں گے) حقیقت کا راز اس پر کھل جاتا ہے یہاں تک کہ یہ مسکین بھکاری ہر ذرہ کے وجود کے صفحہ پر خداوند تعالیٰ کے سروں میں سے ایک سر کا مطالعہ کرتا ہے اور اس حقیقت کا اس پر انکشاف ہوتا ہے کہ جو بھی کوئی چیز ہے سب اسی کے حمد کی تسبیح کر رہے ہیں اور اپنے خانہ وغیرہ کی محبت سے قطع تعلق کر کے وحدت کے خلوت خانہ میں پناہ لیتا ہے اور نیستی کی ظلمت سے (کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا) سے نکل کر (جو کچھ خدا کے پاس ہے پائندہ ہے) کی مستی میں آویزاں ہو جاتا ہے اور اپنے دل کے کانوں سے ہر ذرہ کی زبان حال سے سنتا ہے ؎

ہر اونچے اور نیچے کے لیے تو ہی پناہ ہے
سب فانی ہیں اور باقی رہنے والی تمہاری ذات ہے

اور اُس پر "نحن اقرب الیہ من حبل الورید ولکن لا تبصرون" کی حقیقت کا راز کھل جاتا ہے اور اس حقیقت کی دُلہن (کہ جہاں تم اپنا منہ موڑ لو وہاں اللہ کی ذات موجود ہے) اس پر جلوہ گری کرتی ہے اور یہ کرشمہ کہ اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اور یہ راز (کہ میں نے اپنے خدا کو بہترین صورت میں دیکھا) اس پر واضح ہو جاتا ہے۔ اس کے درمیان میں یہ راز بھی عیاں جانتا ہے کہ خدا ہی اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اس کے ساتھ ہی ملک اور ملکوت کا دایرہ بھی دیکھتا ہے چنانچہ اس بے انتہا دایرے کی پہنائی میں آدمی کہاں تک جا سکتا ہے۔

ای عزیزا ہر وہ عاشق جو خیالی چیزوں کے وجود کو ذرّوں کی مانند آفتابِ جلال احدیت کے نور کی شعاعوں میں ہلاک شدہ دیکھتا ہے اور سوای خدای برتر کی ذاتِ قدیم کے اور کچھ نہ دیکھ سکے اور وجود حقیقیِ مطلق کے بغیر کچھ نہ سمجھے پس اگر وہ اس مقام پر پہنچ کر یہ لاف دے کہ میری شان کتنی بلند ہے[1] تو یہ اس کی طاقت کے شایانِ شان ہے اور اگر وہ یہ کہے کہ میں سب کچھ دیکھتا ہوں اور سب کچھ جانتا ہوں تو ایک لحاظ سے درُست کہے گا کیونکہ وہ اُس حقیقی وجود کے مُشاہدہ میں غرق ہوا ہے جس کی وجہ سے تمام دوسری چیزوں کا وجود ممکن ہے اور اُن کا قایم رہنا بھی اُسی سے ہے بلکہ وہ خود ہی وہ ساری چیزیں ہے پس جو کوئی اس ذات باری کے وجود کی صفتوں کی تھوڑی سی معرفت بھی رکھتا ہو وہ سب کچھ جانتا ہے[2]

[1] یہی وہ مقام ہے جس کے بارے میں امیر خسرو یوں رطب اللسان ہے

من تو شدم تو من شدی — من تن شدم تو جان شدی

تا کس نہ گوید بعد ازیں — من دیگرم تو دیگری

[2] حضرت شاہِ ہمدان نے اِس مقام کو گویا "ہمہ دانی" کا نام دیا ہے۔

.... ؎

حضرت شاہ ہمدانؒ جواب سویم کے آخر میں یوں تحریر فرماتے ہیں

ترجمہ: "ای عزیز جو سالک اس مقام پر پہنچ جاتے جو کچھ وہ دیکھتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے حق کی زبان سے کہتا ہے اور جو کچھ سمجھ لیتا ہے بس حق کی وجہ سے جان جاتا ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ خدا اُسے کچھ پوشیدہ رکھے گا (میرا کلام جس نے سمجھا تو سمجھا اور جس نے نہیں چکھا اسے اس کی پہچان نہیں ہو سکی) اسی پر میں اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں"۔

رسالۂ ہذا جو تین جوابات پر مشتمل ہے کا بغور مطالعہ کرنے سے حضرت شاہ ہمدانؒ کی "ہمہ دانی" پورے آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہو جاتی ہے چنانچہ اس سلسلے میں آپ ایک برگزیدہ خلیفہ حضرت شیخ قوام الدین بدخشی رسالۂ ہذا کے دیباچے میں یوں رقمطراز ہیں کہ "چونکہ مخدوم جہانیاں جہانگردِ جہان گشت حضرت سید جلال الدین بخاری قدس سرہ کو نفیر ہمدان کے نام سے کسی کا اپنے آپ کو خطاب کرنا ناپسند ہوا تو اس بناء پر حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی نے ایک رسالہ المسمیٰ "ہمدانیہ" جس میں لفظِ ہمدان کی جوازیت کے متعلق از روی شریعت، طریقت اور منطق بہت سارے دلایل اور براہین پیش کئے گئے ہیں تصنیف فرمایا اور اس رسالہ کی ایک نقل حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری قدس سرہ العزیز کی خدمت عالی میں ارسال فرمائی حضرت سید قدس سرہ نے اس کا مطالعہ فرمایا اور اسے پڑھ کر اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی قیام گاہ سے نکل کر کاشانہ امیر ہمدان کی طرف روانہ ہوئے اور جب وہاں حضرت شاہ ہمدان سے ملاقی ہوئے تو بے اختیار طور پر اُن کی زبان مبارک پر یہ شعر جاری ہوا ؎

احوالِ دل ای شاہ نگویم کہ ندانی ۔۔۔ باللہ ہمہ دانی کہ تو شاہِ ہمہ دانی

؎ ۔ یہاں پر طوالت کے خوف سے جوابِ سویم کے چند سطور سے صرف نظر ہو نا پڑا

کہتے ہیں کہ اسی واقعہ کے بعد آپ شاہِ ہمہ دانی کے نام سے بھی خاص وعام میں مشہور ومعروف ہوئے۔ آپ کی "ہمہ دانی" کی تعریف میں چند اشعار پیش کرنے کی جسارت کے لیے معذرت خواہ ہوں ؎

اے ہمدانی ہمہ دانی توئی — پادشہ ہر دو جہانی توئی
قبلۂ حاجات نہانی توئی — راہنمائی دل وجانی توئی
خاکِ درت قبلۂ حاجات ما — ہست روا از مرادات ما
سالکِ اسرار حقیقت توئی — عارفِ اطوار طریقت توئی
ہادی ابرار شریعت توئی — مظہر انوار عظمت توئی

(مولانا اخوند لسہ بابا میر واعظ کشمیر)

شکر للہ کہ از مریدانم — غیر از و دیگرے نمیدانم
غیر ازیں شاہ کس نمیدانم — ذکر یا شاہ ہر زمان خوانم
تا بود جان ثنای او گویم — جانفشانم رضایِ او جویم
اندریں آستان غلامم من — مدح خوانش بصبح وشامم من
پیر من حضرت امیر توئی — میر میران بے نظیر توئی
گرچہ من بندہ سیہ کارم — لیک داغ تو بر جبین دارم
منکہ دایم وظیفہ خوار توام — از غلامان داغدار توام
گر بدستم وگرچہ نیک ہستم — ہرچہ ہستم ازان تو ہستم
خود چہ حاجت بود بشرح بیان — ہمہ دانی توای شہ ہمدان

(میرزا اکمل الدین بیگ خان بدخشی)

★